R.No. 21?/67
REGD. No. L.?22

انجمن ترقی اردو (ہند) کا ہفتہ وار اخبار

# ہماری زبان

تاریخ اشاعت
۲۲-۱۵-۸-۱

فون نمبر ۲۶
سالانہ قیمت ۵ روپے
فی کاپی ۱۵ پیسے

جلد ۲۸۔ شمارہ ۳۱ | ایڈیٹر: آل احمد سرور | ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء

آل احمد سرور

## آزادی کے بائیس سال

آج ہماری آزادی کو بائیس سال ہو گئے۔ خوشی کے اس موقع پر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ملک کے حالات کا جائزہ لیں، اپنی تنقید کریں، اپنے اچھے کاموں کو آگے بڑھائیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ بائیس سال بہت ہوتے ہیں۔ اب ہمارے لئے یہ آسان ہے کہ ہم جذباتیت یا خود فریبی کے خول سے نکل کر اپنا اور اپنے گرد و پیش کا معروضیت کے ساتھ مطالعہ کر سکیں۔ اس مطالعہ میں ہمیں ان تجربوں سے مدد مل سکتی ہے جو علمی دنیا میں ہمارے کارناموں کے سلسلے میں کئے جا رہے ہیں۔

مشہور ماہر اقتصادیات گنار مرڈل نے "ایشیائی ڈرامہ۔ قوموں کی غربت کی تحقیق" کے عنوان سے دو ہزار دو سو چوراسی صفحے کی ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ہندوستان کے متعلق ہے اگرچہ ضمناً جنوبی ایشیا کے دوسرے ممالک کے متعلق معلومات بھی ہیں۔ توقع یہ تھی کہ آزاد ہونے والے ممالک ایک انسان دوست جدیدیت کو اپنائیں گے۔ اجتماعی اور اقتصادی مساوات کی طرف لے جائیں گے، قومی یکجہتی کو ترقی دیں گے، صلاحیت کو بڑھائیں گے، محنت، باقاعدگی، پابندی اوقات، کفایت شعاری، دیانت داری، حوصلے کو عام کریں گے، ان میں سائنسی نظر کو فروغ ہوگا اور تعصبات اور توہمات کم ہوں گے، فرد کی آزادی کو اہمیت دی جائے گی مگر اقتصادی، سماجی اور سیاسی انصاف پیش نظر رہے گا۔ نئے آزاد ہونے والے ملکوں کے سامنے یورپ اور امریکہ کے سارے نظام تھے، سرمایہ داری، فلاحی ریاست اور اشتراکیت۔ خیال یہ تھا کہ وہ ان نظاموں کے اچھے پہلوؤں کو سمونے کی کوشش کریں گے اور اپنے حالات کے مطابق اور اپنی تاریخ اور تہذیب کی روشنی میں ایک انتخابی نظر سے اپنی ترقی کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کریں گے۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے دستور نے جمہوریت اور سیکولرزم کے نصب العین کو اپنایا اور سماجی اور سیاسی مساوات پر زور دیا، ساتھ ہی ساتھ اس نے جمہوری سوشلزم کی طرف بھی نظر رکھی، مگر آزاد ہندوستان کے بائیس سال کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ملک کی ترقی کی رفتار اول تو افسوسناک حد تک سست رہی ہے اور دوسرے ہم بجائے قومی یکجہتی پیدا کرنے کے علاقائی پاسداری، سیاسی گروہ بندی، لسانی وفاداری، فرقہ وارانہ تعصب اور ذات پات کے فرق کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے سیاسی رہنما اپنی شطرنج کی چالوں میں مصروف رہتے ہیں وہ یا تو اقتدار حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں یا اسے باقی رکھنے کی کوشش میں، ہمارے دانشور روز بروز برسر اقتدار طبقے کے مفاد سے وابستہ ہوتے جاتے ہیں ہمارے کچھ افسر من مانی کرنے لگے ہیں اور عام دفتروں میں کام کم اور باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ ڈاک خانہ، ٹیلی فون، تار گھر، ریلیں، بجلی گھر، آب رسانی کے محکمے، جو قوم کی فلاح کے لئے ہیں، ڈھیل ڈھال کا شکار ہیں۔ ان میں کام دوڑ دھوپ، سعی سفارش کے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔ جے پرکاش نراین نے علی گڑھ کے کانووکیشن میں کہا تھا کہ مرکزی حکومت کے دفاتر میں کارکن اپنی استعداد سے تہائی کام کرتے ہیں۔ رانچی کے بہت بڑے سرکاری انجینئرنگ کے کارخانے میں پورے پیسے آدھا کام کا نعرہ کچھ دن پہلے سنائی دیا تھا۔ یونیورسٹیاں جو علم کے گہوارے ہونے چاہئیں، بے چین اور برہم طلبہ اور افسردہ اور بیزار استادوں کی وجہ سے اپنا صحیح رول ادا نہیں کر سکتیں۔ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے۔ فطرت کے سارے وسائل انسان کے تصرف میں ہیں۔ اس کی طاقت اور ہنرمندی کی انتہا نہیں۔ دوسرے ممالک بھی اپنے مسائل اور حالات میں گرفتار ہیں مگر آگے بڑھ رہے ہیں۔ جرمنی اور جاپان لڑائی کے بعد تباہ ہو گئے تھے۔ انھوں نے نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی خوشحالی حاصل کر لی، بلکہ ایک بار پھر اقتصادی اعتبار سے وہ اگلی طاقتوں میں ہیں۔ ہمارے خیال میں ہم سب کو اپنے ملک کے حالات پر غور کرنا چاہئے۔ مرڈل کہتا ہے کہ نہرو کی آمد سے ۱۹۴۷ء میں جس سماجی اور اقتصادی انقلاب کی توقع کی جاتی تھی اس کے بجائے ان کے انتقال کے بعد بے شعور روایت پرستی،

اخلاقی قلبیت، اور دفتر شاہی کی حکومت نظر آرہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ منصوبہ بندی کے کچھ اچھے نتیجے نکلے ہیں۔ آبپاشی کی سہولتیں بڑھ گئی ہیں بجلی زیادہ پیدا ہو رہی ہے۔ لوہا بھی تیار ہو رہا ہے۔ بھاری صنعتوں کے ساتھ زراعت پر بھی پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ تعلیم بڑھی ہے، مگر بے روزگاری بھی بڑھی ہے۔ غریبوں کی حالت تو زیادہ بہتر نہیں ہوئی کیونکہ چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں، مگر امیر اور امیر ہو گئے ہیں۔ مرکز کمزور ہے، ہاں ریاستیں روز بروز اپنی طاقت بڑھاتی جاتی ہیں۔ قانون کا احترام کم ہو گیا ہے اور ہنگامے اور جھگڑے بڑھتے جا رہے ہیں۔ قومی آمدنی بڑھی ہے مگر آبادی بھی خطرناک رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سب ملک کے مفاد کو سامنے رکھیں، اصول اور عمل میں مطابقت پیدا کریں حقوق کے ساتھ فرائض پر بھی دھیان دیں، محنت کرنا سیکھیں، قومی معاملات میں ایک اخلاقی ضابطہ بنائیں۔ جدید دور کے مسائل کو سمجھیں اور عقلیت کو اپنا رہنما بنائیں۔ ہم نے وفاقی نظام کو اپنایا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ریاستوں کو اپنے معاملات میں خاصی آزادی ہو مگر پورے ملک کا مفاد سامنے رہے۔ نوجوانوں کے غم و غصہ پر جھنجھلانے کے بجائے اسے سمجھ کر قومی زندگی میں مثبت قدروں اور اعلیٰ معیاروں کو عام کیا جائے۔ بقول ذاکر صاحب کے بڑی بڑی باتوں پر بحث کرنے کے بجائے روزمرہ زندگی کے کاموں کو بہتر طور پر کرنے اور ایمانداری سے کرنے پر زور ہو۔ فرد قومی دھارے کے ساتھ چلیں اور قوم فرد کی حریت پر اصرار کرے۔ ہندوستان ہندوستانیوں کے خلوص اور محنت کا منتظر ہے۔ خلوص اور محنت سے کیا نہیں ہو سکتا۔

## سنٹرل لائبریری حیدرآباد میں شعبۂ مخطوطات

حیدرآباد کی اسٹیٹ لائبریری میں قدیم مشرقی زبانوں کے مخطوطات کا ایک شعبہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

لائبریری کے اس شعبے کا افتتاح کرتے ہوئے ریاستی وزیر تعلیم نے اپنی تقریر میں کہا کہ زبانیں آپس میں اتحاد و بھائی چارگی اور ایک دوسرے کو قریب تر کرنے اور سمجھنے کا وسیلہ ہیں۔ انھوں نے اس واقعہ پر خوشی کا اظہار کیا کہ اردو، فارسی، عربی اور تیلگو رسم الخط کے قلمی نسخوں کا ایک شعبہ اس لائبریری سے وابستہ کیا گیا ہے۔ (رہنمائے دکن)

## ہندی ذریعۂ تعلیم کے مسئلے پر اساتذہ میں اختلاف رائے

دہلی یونیورسٹی میں ذریعۂ تعلیم کے مسئلے پر اساتذہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہندی کو لازمی طور پر ذریعۂ تعلیم بنا دیا جائے یا اسے اختیاری حیثیت دی جائے۔ اساتذہ کے ایک حلقے کا خیال ہے کہ ذریعۂ تعلیم کا سب سے بہتر اور موثر وسیلہ مادری زبان ہی ہو سکتی ہے لیکن دوسرے حلقے کا خیال ہے کہ اگر ہندی کو لازمی ذریعۂ تعلیم بنا دیا گیا تو غیر ہندی علاقوں سے آنے والے اساتذہ کو مجبوراً اپنی خدمات سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ (ہندوستان ٹائمس)

## بیشتر یونیورسٹیوں میں ہندی ذریعۂ تعلیم کا آغاز

مرکزی وزیر تعلیم ڈاکٹر وی۔ کے۔ آر۔ وی۔ راؤ کے اعلان کے مطابق ملک کی ۷۷ یونیورسٹیوں میں سے ۴۵ میں انگریزی کے علاوہ ہندی یا کسی دوسری ہندوستانی زبان کو ذریعۂ تعلیم کی حیثیت دی جا چکی ہے۔

حکومت نے ہر ریاست کو ایک لاکھ روپیوں کی گرانٹ منظور کی ہے یہ روپے علاقائی زبان میں نصابی کتابوں کی تیاری کے سلسلے میں صرف کئے جائیں گے۔ پندرہ ریاستوں میں اشاعتی بورڈ قائم ہو چکے ہیں۔

یونیورسٹی کے درجات میں پڑھنے والے طلبہ کی ضرورتوں کے مطابق اس وقت ۰۰۰ سے زائد نصابی کتابیں ہندی میں تیار ہو چکی ہیں۔

(انڈین ایکسپریس)

## ملبورن میں گاندھی جی سے متعلق ایک کتاب کی اشاعت

ریاست وکٹوریہ (آسٹریلیا) کے وزیر تعلیم نے ایک خصوصی تقریب میں گاندھی جی سے متعلق ایک کتاب "ناقابل تردید حقیقت" کی رسم اجراء ادا کی۔ آسٹریلین کالج آف ایجوکیشن کے ڈاکٹر نیومین روزینتھل اس کتاب کے مصنف ہیں۔ تقریب کا اہتمام وکٹورین گاندھی صدی کمیٹی نے کیا تھا۔

ریاست وکٹوریہ کے ہائی اسکول درجات کے نصاب میں یہ کتاب شامل کی جائے گی۔ (قومی آواز)

## غالب کی نقل کردہ ایک اور کتاب دریافت ہو گئی

رام پور سے اکبر علی خاں نے اطلاع دی ہے کہ آخر اپریل میں غالب کی مشہور تصنیف گل رعنا کا ایک ایسا نسخہ دریافت ہوا جو تمام و کمال بخط غالب ہے۔ اس نسخے میں جو کلکتے میں نقل کیا گیا تاریخ ترتیب بھی پائی جاتی ہے یہ اب تک معلوم نہ تھی اور وہ تاریخ ہے عزہ ربیع الاول ہم ہم ۲۱ھ۔

یاد رہے کہ اس دریافت سے کچھ ہی دن قبل دیوان غالب بخط غالب بھوپال سے ملا تھا۔ گل رعنا کے نسخۂ غالب پر اکبر علی خاں کا مضمون جلد ہی ایک ادبی رسالے میں شائع ہو رہا ہے۔

ان دو اہم دریافتوں کی وجہ سے غالب صدی کو ایک ایسا امتیاز حاصل ہوا جو گمان میں بھی نہ تھا۔

## روسی ادیب کا اعلان

برطانیہ میں سیاسی پناہ لینے والے اس روسی ادیب کزنٹسوف نے اخبار لندن ٹیلی گراف میں اعلان کیا ہے کہ میں ان تمام تحریروں سے ایک دوش ہوتا ہوں جو اب تک کزنٹسوف کے نام سے شائع ہوئی ہیں میں ایمانداری سے اعلان کرتا ہوں کہ کزنٹسوف ایک بے ایمان مصلحت پرست سمجھوتہ باز ذلیل ادیب تھا میری کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو میری تحریر کے مطابق ہو۔ (قومی آواز)

سعد اللہ ولداشف

# اقبال کا مطالعہ ازبکستان میں

پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک موقع پر بجا کہا تھا کہ ازبکستان اور برِ اعظم ہند کے ثقافتی تعلقات صدیوں کی تاریخ میں پھیلے ہوئے ہیں دونوں ملکوں کے عوام کی تمدنی اور تہذیبی زندگی میں بڑی مماثلت ہے اس تہذیبی رابطہ کو بڑھانے اور وسعت دینے میں وسط ایشیا کے بہت سے مفکروں عالموں اور شاعروں کا ہاتھ بھی رہا ہے مثال کے طور پر مرزا الغ بیگ مشہور ہیئت داں اور ریاضی داں بادشاہ، بابر اور ذاکرجان فرقت وغیرہ۔ اس سلسلہ میں جو تحقیقی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ دونوں ملکوں کی تہذیبوں نے ایک دوسرے کو متاثر کیا ہے مثال کے طور پر بدھوں کے جو استوپ اور سنگھرام فرغانہ اور ترمذ کے علاقہ میں پائے گئے ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدھ مذہب کا اثر وسط ایشیا میں کافی دور تک پھیل گیا تھا۔ اسی طرح مغلیہ دور کے فنِ تعمیر پر وسط ایشیائی فنِ تعمیر کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

ہندوستانی عوام کی طرح ازبکستان کے عوام بھی مرزا عبد القادر بیدل اور مرزا غالب جیسے شعرا پر فخر کرتے ہیں جو وسط ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے بعد ازبک عوام ہندوستانی ادیبوں اور شاعروں کے کارناموں سے زیادہ دلچسپی لینے لگے اور ان کا مطالعہ اپنی مادری زبان میں کرنے لگے۔ اس دوران میں بہت سے ازبک ہند شناسوں نے اردو کے بعض نامور ادیبوں کی تصانیف کا مطالعہ کیا اور ان کے بارے میں تحقیقی مقالے لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی مثال کے طور پر سر سید احمد خاں، کرشن چندر، خواجہ احمد عباس، علی سردار جعفری، سعادت حسن منٹو اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ۔

ازبکستان کی سائنسی اکیڈمی کے فلاسفی انسٹی ٹیوٹ کا ایک شعبہ مشرق کے افکار کے مطالعہ کے لئے مخصوص ہے جس کا نام ہے "بیرونی مشرق کے فلسفیانہ اور سماجی افکار کے مطالعہ کا شعبہ" اس میں ہند و پاک کے مفکروں اور شاعروں کے بارے میں بھی تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ان میں اقبال کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ جو بلاشبہ ممتاز ہندوستانی شعرا بیدل، کلیم اور مرزا غالب کے پایہ کے شاعر ہیں۔ ہندوستان میں حصولِ آزادی کے بعد سوویت قارئین اقبال کی تصانیف کا مطالعہ کرنے لگے اور ان کے کارناموں کے بارے میں متعدد تحقیقی اور تنقیدی مضامین لکھے گئے۔

ازبکستان میں پہلی بار ۱۹۵۸ء میں اقبال کی بعض تخلیقات ترجمہ ہو کر شائع ہوئیں ان میں ان کا "ترانۂ ہندی" بھی تھا۔ اسی سال ازبکستان میں "ہندوستانی شعرا" نام کی ایک کتاب شائع ہوئی جس میں ہندی اور اردو کے دوسرے متعدد شعرا کے علاوہ اقبال کی بھی نظموں کے ترجمے سامنے آئے مثال کے طور پر ان کی چند نظموں کے عنوان یہ ہیں: "نوائے خدا"، "فرشتوں کے نام"، "شمع و شاعر" اور "چاند"۔ اسی انسٹی ٹیوٹ کے اسکالر سعد اللہ ولداشف اقبال کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں انھوں نے ازبک شاعر مہیار کے تعاون سے اقبال کی تین نظموں کا ترجمہ کیا جو "سوویت ازبکستان" نام کے اخبار میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۷۰ء میں اسی اخبار میں انھوں نے "مستقبل کا معمار" کے نام سے ایک مضمون شائع کرایا جس میں اقبال کی شاعرانہ اور مفکرانہ عظمت کو روشناس کرایا گیا۔ اسی سال سعد اللہ ولداشف نے لینن کی صد سالہ برسی کے موقع پر ایک کتابچہ شائع کیا جس کا نام ہے: "اقبال لینن کے بارے میں" اس کتابچہ میں ان نظموں کا تجزیہ کیا گیا ہے جن میں اقبال نے لینن کا ذکر کیا ہے یا جن میں اکتوبر انقلاب اور اشتراکیت کا اثر نمایاں ہے۔ اس میں فارسی کی نظمیں بھی شامل ہیں اور اردو کی بھی، مثلاً "لینن خدا کے حضور میں"، "خضرِ راہ"، "کارل مارکس" اور "جاوید نامہ" (چند حصے) وغیرہ۔

اسرار اکبرآبادی

## تقاضہ

(۱۵ر اگست کے موقع پر)

کرن کرن کو دلہن بنا کر گگن کو گلشن میں لائیں گے ہم
نئے ارادوں کی روشنی سے گلوں کو تارے بنائیں گے ہم
چلو چمن کو سجانے والو چمن کی عظمت بڑھائیں گے ہم

•

اٹھو کہ جاگی ہوئی فضا میں وہ منزلیں جگمگا رہی ہیں
بڑھو کہ بڑھتی ہوئی قطاریں بلندیوں پہ وہ جا رہی ہیں
چلو کہ باہوں میں گل سجا کر ہمیں وہ راہیں بلا رہی ہیں

•

نئی امنگیں، جواں ارادے اگر ہیں دل میں تو کیا کمی ہے
نئی تمنا نئی نظر ہو تو پھر اندھیر دل میں روشنی ہے
نئی طلب ہو، نیا سفر ہو، نیا یقیں ہو تو زندگی ہے

•

پہاڑیوں کے دراز دامن، وہ وادیوں کے طویل آنگن
وہ تیز جھرنے، وہ تیز دریا، وہ تیز ساگر وہ مست گلشن
وہ اڑتے بادل، وہ بڑھتی کرنیں، وہ سلسلوں کے درخشاں درپن

•

ہمیں محبت پکارتی ہے یہ نفرتوں کی گھٹن مٹاؤ
دلوں کی دوری سے کیا ملا ہے کبھی تو سوچو قریب آؤ
بھٹک رہی ہے جو مدتوں سے اس آرزو کو گلے لگاؤ

•

کہیں بہاریں، کہیں ستارے، کہیں پہ سورج سجائیں گے ہم
یہ وقت کا ہے نیا تقاضہ وطن کی عظمت بڑھائیں گے ہم

سعد اللہ جان اشعف نے اپنے مطالعہ میں اقبال کے تصور انسان اور ان کے تصور خودی پر خاص طور سے زور دیا ہے۔ اقبال نے اپنی نظموں میں مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کو جس طرح تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اس کے تضادات کو نمایاں کیا ہے اور ساری دنیا کے محنت کش عوام کی بیداری پر جو زور دیا ہے وہ بھی ان کے مطالعہ کا خاص حصہ ہے۔ اقبال کے تصنیفانہ افکار کے بعض ایسے سرچشموں کی تلاش بھی کی گئی ہے جن سے وسط ایشیا کے قدیم کلاسیکی شعرا نے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ اقبال کی انسان دوستی اور ترقی پسند سماجی خیالات بھی زیر مطالعہ ہیں۔

آج کل ازبکستان کے سرکاری اشاعت گھر میں اقبال کی نظموں کا ایک مجموعہ زیر اشاعت ہے جو ازبکی زبان میں ہے۔ ٹیگور اور پریم چند کی طرح سوویت یونین میں اور بالخصوص ازبکستان میں مرزا غالب اور اقبال سے بھی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ امید ہے عنقریب ان کے بارے میں قابل قدر تحقیقی کام سامنے آئے گا۔

صفحہ ۱۰ سے آگے

نو دریافت نسخہ کی ترتیب و تشکیل کا کام محترم عرشی صاحب کی سرپرستی میں شروع کرنے کی سبیل کرنی چاہیے اور انجمن ترقی اردو ہند سے اپیل کرنی چاہیے کہ وہ اس نادر "تحفۂ غالب" کی اشاعت و طباعت کا کام اپنے ذمہ لے۔ صوری اور معنوی دونوں حیثیتوں سے اسے جلا بخشے۔ فاروقی صاحب کو اپنی زبان بند اور علمی حلقوں کو اپنی سماعت کے ہر گوشے کو بند کر لینا ہی مناسب ہوگا۔ ورنہ یہ بحث جا بے جا رخنے پیدا کرے گی اور علمی کام شاید عرصہ تک معطل ہو جائے۔ ایسا ہونا غالب کے شیدائیوں کے لئے دل شکنی کا باعث ہوگا۔ میں اس حق آگہی کے لئے معذرت خواہ ہوں اور غالب ہی کی زبان میں یہ کہہ کر رخصت چاہتا ہوں۔

گردش ساغر صد جلوۂ رنگیں تجھ سے
آئینہ داری یک دیدۂ حیراں مجھ سے

● علی گڑھ — سید مرتضیٰ حسین بلگرامی

## ایک گذارش

ہماری زبان کا ۲۲ جولائی ۱۹۷۴ء شمارہ نظر سے گذرا، ایک امر وضاحت طلب ہے۔ مراسلات کے صفحہ پر یہ شورش کی برسی کے تحت مراسلہ نگار جناب موسیٰ مجروح صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "حال ہی میں راقم الحروف کی ملاقات ایک ادبی نشست میں سرگردش مچھلی شہری، شاگرد آرزو لکھنوی سے ہوئی تھی...... الخ"

میں علامہ آرزو لکھنوی کے بارے میں پی ایچ ڈی کے لئے تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہوں لہٰذا جناب موسیٰ مجروح صاحب سے گزارش کروں گا کہ از راہ کرم ہماری زبان کی وساطت سے یا براہ راست، مجھے حضرت سرگردش مچھلی شہری کے تفصیلی حالات یا مکمل پتے سے مطلع فرمائیں۔ خود حضرت سرگردش کی نظر سے اگر یہ سطریں گزریں تو توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ مقالہ قریب قریب تیار ہے، فوری توجہ کا طالب ہوں۔

● ایم ڈی کالج، پریل بمبئی ۱۲ — پروفیسر سید عابد حسین حسینی صدر شعبۂ اردو

# اردو کی لڑائی جمہوری اصولوں کے تحفظ کی لڑائی ہے

● آنند نرائن ملا

مہاراشٹر کالج آف آرٹس اینڈ سائنس کے ایک خیر مقدمی جلسے میں جناب آنند نرائن ملا نے اردو دوستوں کو مشورہ دیا کہ وہ اردو کے تحفظ کے لئے رواداری برتیں اور اس کے حلقہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کریں۔

آپ نے کہا ہمارے ملک میں جہاں مذاہب اور زبانوں کی بہتات ہے، اتحاد و اتفاق کی ضرورت بے حد ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ اتحاد جمہوری طریقوں سے قائم کیا جائے۔ ہمیں ایک ایسی تہذیب اور معاشرے کی ضرورت ہے جہاں جمہوری طریقوں سے یگانگت عوام کے دلوں میں پیدا ہو اور ہر فرد کو اپنے مذہب، اپنی زبان اور اپنی تہذیب پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ زبان کے تحفظ کا مطالبہ ہم اس لئے کرتے ہیں کہ اقلیتوں کو بھی مساوی طور پر ترقی کرنے کا موقع مل سکے۔ یہ صرف زبان کی لڑائی نہیں بلکہ جمہوری اصولوں کے تحفظ کی لڑائی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں حامیان اردو کو مشورہ دوں گا کہ وہ زبان کے تحفظ کا سوال اسی نقطۂ نظر سے اٹھائیں۔ یہ ذہنوں کی لڑائی ہے جو راستوں پر لڑی نہیں جاتی بلکہ اس کے تصفیے کے لئے ایک طویل جد و جہد کی ضرورت ہے۔ جناب ملا نے کہا گذشتہ بیس سال کے عرصے میں اردو کے لئے بنیادی جنگ میں ہمیں بہت کامیابی ہوئی ہے۔ آج کسی قوم اور کسی فرقے کو اردو کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں، صرف اسے مناسب مقام اور درجہ دینے کا سوال موجب اختلاف بنا ہوا ہے۔ اس خیر مقدمی جلسے میں اردو دوستوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور ملا صاحب کی تقریر کے اکثر مقامات پر تالیاں بجا کر ان کے نقطۂ نظر کی تائید کی۔ حکومت مہاراشٹر کے وزیر صحت اور مہاراشٹر کالج کے بانی ڈاکٹر رفیق زکریا نے ملا صاحب کا تعارف کرایا۔ (اردو نامہ، بمبئی)

●

# سرکاری مطبوعات اب اردو میں بھی شائع ہوں گی

● وزیر اعلیٰ وسنت راؤ نائک

بمبئی۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب وسنت راؤ نائک نے آج ریاستی اسمبلی میں مطالبات زر پر جوابی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جناب غلام محمود بنات والا ایم ایل اے (مسلم لیگ) نے اردو کے سلسلے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے حکومت مہاراشٹر ان سے اتفاق کرتی ہے اور ان کے اس مطالبے کو تسلیم کرتی ہے کہ سرکاری مطبوعات اردو میں بھی شائع کی جائیں۔

وزیر اعلیٰ مسٹر نائک نے اپنی تقریر میں کہا کہ اردو داں طبقہ مہاراشٹر کی اہم اقلیت ہے اس لئے سرکاری مطبوعات اردو میں بھی شائع ہونی چاہئیں۔ حکومت مہاراشٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ نہ صرف سرکاری مطبوعات بلکہ حکومت کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ 'لوک راجیہ' بھی اردو میں شائع کیا جائے۔ (اردو نامہ، بمبئی)

# دی مغل لائن لمیٹڈ

## (حکومت ہند کا تجارتی ادارہ)

# حج ۱۹۷۰ء

۱۔ **بحری جہازوں کی روانگی اور واپسی** حج ۱۹۷۰ء کے لئے ہمارے جہازوں کی بمبئی سے روانگی اور جدّہ سے واپسی کا عارضی پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

| بمبئی سے روانگی | | | جدّہ سے روانگی | | |
|---|---|---|---|---|---|
| **رمضان عید سے پہلے** | | | | | |
| ۱۔ ایس ایس "محمدی" | تقریباً | ۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۹ء | ایس ایس "محمدی" | تقریباً | ۲۲ر فروری ۱۹۷۰ء |
| ۲۔ " " " | " | ۲۰ر نومبر " | " "مظفری" | " | ۲۴ر " " |
| **رمضان عید بعد** | | | | | |
| ۳۔ ایس ایس "سعودی" | تقریباً | ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۹ء | ایس ایس "سعودی" | تقریباً | ۲۷ر فروری ۱۹۷۰ء |
| ۴۔ " "محمدی" | " | ۲۰ر " " | " "محمدی" | " | ۱۲ر مارچ " |
| ۵۔ " "مظفری" | " | ۲۷ر " " | " "مظفری" | " | ۱۴ر " " |
| ۶۔ " "سعودی" | " | ۳ر جنوری ۱۹۷۰ء | " "سعودی" | " | ۲۰ر " " |
| ۷۔ " "محمدی" | " | ۷ر " " | " "محمدی" | " | ۳۰ر " " |
| ۸۔ " "مظفری" | " | ۱۴ر " " | " "مظفری" | " | یکم اپریل " |
| ۹۔ " "سعودی" | " | ۲۲ر " " | " "سعودی" | " | ۱۰ر " " |
| ۱۰۔ " "محمدی" | " | ۲۹ر " " | " "محمدی" | " | ۱۴ر " " |
| ۱۱۔ " "مظفری" | " | یکم فروری " | " "مظفری" | " | ۱۹ر " " |

**یقینی تاریخوں کا اعلان ہر ایک جہاز کی روانگی سے کم از کم پندرہ روز قبل کیا جائے گا۔**

**پلگرم پاس** تمام حاجیوں کے لئے پلگرم پاس (حج پاسپورٹ) حاصل کرنا ضروری ہے یہ پاس بمبئی میں واقع حج کمیٹی کے دفتر سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ عازمین حج کی سہولت کے لئے پلگرم پاس کی رجسٹریشن فیس مبلغ بارہ روپے کرایہ جہاز کے ساتھ وصول کرلی جائے گی اس لئے حج کمیٹی بمبئی پلگرم پاس بنانے کی الگ سے کوئی فیس نہیں لے گی۔

## صرف واپسی ٹکٹ ہی جاری کئے جائیں گے

۳۔ **کرایہ جہاز** — **بمبئی تا جدّہ اور واپسی سفر**

| فرسٹ کلاس | کرایہ مع خوراکی | محاصل سفائی جدّہ، کرایہ مکان، اخراجات ٹرانسپورٹ | پلگرم پاس کی رجسٹریشن فیس | مجموعی رقم |
|---|---|---|---|---|
| بالغان | ۱۶۷۰ روپے | ۱۳۳ روپے | ۱۲ روپے | ۱۸۱۵ روپے |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| بچے ۳ تا ۵ سال | ۸۳۵ روپے | — — | ۱۲ روپے | ۸۴۷ روپے |
| 〃 ۱ 〃 ۳ 〃 | ۶۲۳ 〃 | — — | 〃 | ۶۳۵ 〃 |
| 〃 ۱ سال سے کم | — — | — — | 〃 | ۱۲ 〃 |

## ڈیک کلاس

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| بالغان | ۴۰۰ روپے | ۱۳۴ روپے | 〃 | ۵۴۶ 〃 |
| بچے ۳ تا ۵ سال | ۳۰۰ 〃 | — — | 〃 | ۳۱۲ 〃 |
| 〃 ۱ 〃 ۳ 〃 | ۲۶۵ 〃 | — — | 〃 | ۲۷۷ 〃 |
| 〃 ۱ سال سے کم | — — | — — | 〃 | ۱۲ 〃 |

### ۴۔ پابندیاں

حاجیوں کی عام صحت اور بھلائی کے پیش نظر حکومت ہند نے بعض پابندیاں عائد کی ہیں جن کے تحت مندرجہ ذیل طبقوں کے اصحاب کو سفر حج پر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ عازمین حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی درخواستیں پیش کرنے سے پہلے ان پابندیوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

(الف) جن بچوں کی عمر ۵ اور چودہ سال کے درمیان ہوگی۔

(ب) جن عازمین حج کے پاس ہندوستانی سکے میں نقد رقم -/۱۲۵۰ روپوں سے کم ہوگی۔

(ج) جن لوگوں نے گذشتہ پانچ سال کے اندر یعنی ۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۹ء کے درمیان فریضۂ حج ادا کیا ہے۔

ایسے اصحاب کو حج بدل پر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

(د) جن خواتین کو جہاز پر سوار ہونے کے وقت پانچ ماہ یا اس سے زائد کا حمل ہوگا۔

(ہ) جو لوگ مندرجہ ذیل بیماریوں یا معذوریوں میں مبتلا ہوں گے۔

(۱) دماغی امراض (۲) تپ دق یا سل (۳) قلبی امراض (۴) شدید دمہ (۵) متعدی جذام (۶) دیگر خطرناک چھوت کی بیماریاں۔

اگر کسی شخص کی بیماری یا کسی خاتون کے حمل کی مدت کے متعلق کوئی شبہ ہوگا تو ان کا بمبئی میں طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اس لئے عازمین حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی درخواستوں میں غلط بیانی سے کام نہ لیں۔

### ۵۔ نشستیں محفوظ کرانے کا طریقہ

تمام درخواست دہندگان کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ درخواست کے ہر فارم پر اپنا پاسپورٹ سائز کا تازہ فوٹو چسپاں کریں اور ساتھ ہی فوٹو کی تین کاپیاں بھیجیں جن کی پشت پر عازم حج کا پورا نام لکھا جائے۔ فوٹو کی شرط خواتین کے لئے بھی ہے تاہم پردہ نشین خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک سال سے کم عمر کے بچوں کا فوٹو بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

ہر عازم حج کو علیحدہ فارم پر درخواست کی دو نقلیں بھیجنی چاہئیں۔ اگرچہ ۱ سال سے کم عمر کے بچے کا کرایہ معاف ہوتا ہے تاہم اس کی درخواست بھی علیحدہ فارم پر دو نقلوں میں ہونی چاہئے اور اس پر اس کے والد یا سرپرست کے دستخط ہونے چاہئیں اس میں بچے کی صحیح عمر درج ہونی چاہئے اور اس کی تاریخ ولادت کا سرٹیفکٹ بھی ساتھ ہونا چاہئے۔ درخواست کے ہمراہ اس مضمون کا حلف نامہ ہونا چاہئے کہ عازم حج نے گذشتہ پانچ سال میں حج نہیں کیا۔ حلف نامہ عازم حج کے وطن ضلع یا ریاست کے اس عہدہ دار کا تصدیق شدہ ہونا چاہئے جس کا ذکر درخواست فارم میں کیا گیا ہے علاوہ ازیں عازم حج کے وطن ضلع یا ریاست میں رہنے والے کسی مستند ڈاکٹر یا حکیم کا سرٹیفکٹ اس مفہوم کا ہونا چاہئے کہ عازم حج صحت مند اور سفر حج کے قابل ہے درخواست ہر طرح مکمل ہونی چاہئے ورنہ اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواست کے فارم پر مندرجہ ذیل تفصیلات درج ہونی چاہئیں۔

(۱) نام جلی حروف میں (۲) والد یا شوہر کا نام (۳) جنسیت یعنی مرد یا عورت (۴) عمر (۵) تاریخ ولادت (۶) قومیت ہندوستانی یا غیر ہندوستانی (۷) پیشہ (۸) مستقل پورا پتہ گاؤں۔ پوسٹ آفس۔ ضلع۔ ریاست (۹) ہندوستان میں نامزد کردہ شخص کا نام، پتہ اور یہ کہ اس کے ساتھ کیا رشتہ ہے (۱۰) اگر درخواست دہندہ خاتون ہے تو ہمسفر محرم کا نام، رشتہ اور پتہ (۱۱) رمضان سے پہلے سفر کرنا ہے یا رمضان بعد (۱۲) کس جہاز سے سفر کا ارادہ ہے (اس جہاز کا نام اور اس کی تاریخ روانگی) اور اگر اس جہاز میں جگہ نہ مل سکے تو دوسرے جہاز کا نام اور اس کی تاریخ روانگی (۱۳) کس کلاس میں سفر کرنا ہے (۱۴) اس سے پہلے کس سنہ میں حج کیا ہے (۱۵) ارسال کردہ رقم، ڈرافٹ کا نمبر، رقم، بینک کا نام اور مقام (۱۶) مطلوبہ غیر ملکی زرمبادلہ (۱۷) درخواست دہندہ کے دستخط اور نشانی انگوٹھا (۱۸) درخواست بھیجنے کی تاریخ (۱۹) نمونے کے لئے درخواست دہندہ کے دو مزید دستخط یا انگوٹھے کے نشان۔

**(الف) فرسٹ کلاس** (۱) درخواست مع نقل ہونی چاہئے۔ اس میں تمام تفصیلات کی خانہ پری کی جانی چاہئے۔ ہر بالغ کی درخواست کے ساتھ جس کی عمر چودہ سال سے اوپر ہو کرایہ کی پوری رقم ۱۸۱۵ روپے، تین تا ۱۵ سال کی عمر کے بچے کے لیے ۱۰۸۸۷ روپے، ایک تا تین سال کی عمر کے بچے کے لئے ۵۰۷ روپے اور ایک سال سے کم عمر کے بچے کے لئے بارہ روپے مع حلف نامہ و ڈاکٹری سرٹیفکٹ درخواست رجسٹرڈ سے ہی بھیجی جانی چاہئے۔

(۲) ڈی لکس کیبن (ملحقہ غسل خانہ) کے ہر برتھ کے لئے ۵۰ روپے زائد ہوں گے، یہ رقم نقدی کی صورت میں حاجیوں کے مسافر خانہ میں اس وقت وصول کی جائے گی جب نشستوں کا تعین ہوگا۔ لہٰذا حاجیوں کو ڈی لکس کیبن کی رقم کرایہ کے ساتھ نہیں بھیجنی چاہئے۔

(۳) فرسٹ کلاس کے ہر بالغ حاجی کو اپنے ساتھ ڈیک کا صرف ایک لے جانے کی اجازت ہوگی۔ بشرطیکہ ڈیک کا حاجی بھی اسی "طبقے" کا ہو۔ اس صورت میں یہ درخواستیں ایک ہی لفافے میں بھیجی جائیں۔ لیکن ایک لفافے کے اندر درخواستوں کی مجموعی تعداد سات سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ ان میں ڈیک کی درخواستیں زیادہ سے زیادہ تین ہو سکتی ہیں۔

(۴) اگر فرسٹ کلاس کا ریزرویشن منسوخ کرایا گیا تو اس کے ساتھ ڈیک کا ریزرویشن از خود منسوخ ہو جائے گا۔

**(ب) ڈیک کلاس** درخواستیں مع نقل ہونی چاہئیں۔ ان میں تمام تفصیلات کی خانہ پری کی جانی چاہئے۔ ہر بالغ کی درخواست کے ساتھ جس کی عمر چودہ سال سے اوپر ہو کرایہ کی پوری رقم ۵۴۰ روپے، تین تا ۱۵ سال کی عمر کے بچے کے لئے (۲۱۲ روپے) ایک تا ۳ سال کی عمر کے بچے کے لئے ۱۰۷۰۲ روپے اور ایک سال سے کم عمر کے بچے کے لئے بارہ روپے مع حلف نامہ و ڈاکٹری سرٹیفکٹ درخواست وغیرہ رجسٹرڈ پوسٹ سے ہی بھیجی جانی چاہئے۔

**(۲) عام ہدایات** (۱) تمام رقوم "دی مغل لائن لمیٹیڈ" کے نام بنک ڈرافٹ کی شکل میں ہونی چاہئیں۔ اور ڈرافٹ ایسا ہونا چاہئے جسے بمبئی میں بھنایا جا سکے (بہتر ہوگا ڈرافٹ اسٹیٹ بنک آف انڈیا کے بھیجے جائیں) البتہ ایسے مقامات پر رہنے والے عازمین حج جہاں بنک کی سہولت نہیں ہے بیمہ شدہ لفافے کے اندر کرایہ کی رقم بھیج سکتے ہیں۔ جو بنک ڈرافٹ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء سے پہلے جاری کئے گئے ہوں وہ اسی صورت میں قبول کئے جائیں گے جب انھیں جاری کرنے والے بنک کے ذریعہ دوبارہ بھنانے کے قابل بنا دیا گیا ہو۔ کوئی رقم کسی اور شکل میں مثلاً منی آرڈر یا چیک کے ذریعے قبول نہیں کی جائے گی۔ حاجی کو کسی اور کے نام کا نہیں بلکہ اپنے ہی نام کا ڈرافٹ بنانا چاہئے تاکہ واپسی کی صورت میں بنک سے بھنانے میں کوئی دقت نہ ہو۔

(۲) خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہمسفر مرد (محرم) کا پورا نام، پتہ اور رشتہ بتائیں۔ ایسی خاتون اور محرم کی درخواستیں ایک ہی لفافے میں بھیجی جانی چاہئے اور وہ ایک ہی "طبقے" کی ہونی چاہئیں۔

(۳) لفافے کے اوپر بھیجنے والے کا نام عازمین حج میں سے کسی ایک کا ہونا چاہئے کسی غیر متعلقہ شخص کا نہیں۔ یہ امر لازمی ہے۔ یہ شرط اس لئے رکھی گئی ہے کہ عازمین حج کو ان کی درخواستوں کا نتیجہ جلد معلوم ہو سکے۔ ایجنٹوں، حج کمیٹیوں اور ایجنسیوں وغیرہ کو درخواست کے فارموں یا لفافوں پر اپنا نام اور پتہ نہیں لکھنا چاہئے۔ تمام خط و کتابت معہ قرعہ کا نتیجہ اور پی فارم وغیرہ عازمین حج سے براہ راست کی جائے گی۔

(۴) حاجیوں کو ایک سے زائد مقامات سے درخواستیں نہیں بھیجنی چاہئیں۔ درخواست وہیں سے بھیجی جائے جو رہائش یا کاروبار کا مستقل پتہ ہو۔

(۵) رمضان عید سے پہلے زیادہ سے زیادہ (۲۸۵۰) حاجیوں کے سفر کا انتظام کیا جائے گا۔ ان میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ (۱۴۰۰) حاجی پہلے جہاز سے بھیجے جائیں گے اور بقیہ دوسرے جہاز سے۔

(۶) والدین کے ہمراہ جانے والے ایک تا ۱۵ سال اور چودہ تا سولہ سال کی عمر کے بچوں کی درخواستوں کے ساتھ پیدائش کا مستند سرٹیفکٹ ہونا ضروری ہے اس کے بغیر ان پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(۷) کسی بھی لفافے سات سے زیادہ درخواستیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور وہ سب ایک ہی ریاست اور ایک ہی "طبقے" کی ہونی چاہئیں۔ جس لفافے میں سات سے زیادہ درخواستیں ہوں گی اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ **طبقات۔** درخواستوں کا اندراج مندرجہ ذیل طبقوں میں کیا جائے گا۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱) حج ۱۹۶۹ء کی ویٹنگ لسٹ پر آئے ہوئے درخواست دہندگان۔ | نشان طبقہ | /۱۸/ |
| (۲) جو درخواستیں ماضی میں دو بار مسترد ہو چکی ہیں | " " | /۲۸/ |
| (۳) جو درخواستیں صرف حج ۱۹۶۹ء کے لئے مسترد ہوئی تھیں۔ | " " | /۴/ |
| (۴) جو درخواستیں پہلی بار بھیجی جا رہی ہیں۔ | | |

## ہر ایک ریاست کا حرف تہجی نشان

A اترپردیش B مغربی بنگال C بہار D مہاراشٹر E کیرالا F آسام G آندھرا پردیش H جموں و کشمیر I میسور J گجرات K مدراس L مدھیہ پردیش M راجستھان N پنجاب اور ہریانہ O تری پورہ P اڑیسہ Q دہلی R منی پوری S ہماچل پردیش T لکادیپ U پانڈیچیری V گوا W دمن اور دیو اور انڈمان نکوبار X سکم Y ناگالینڈ Z دادر نگر حویلی اور نیفا۔

ہر درخواست پر نمبر سلسلہ دیا جائے گا، اور ہر نمبر سے قبل ریاست کے لئے مقرر کردہ حرف تہجی ہوگا، درخواست کا نشان طبقہ ہوگا، اور لفافے کا نمبر سلسلہ ہوگا مثال کے طور پر مغربی بنگال سے آئی ہوئی کوئی درخواست اگر دو سال تک مسترد ہوتی رہی ہے تو اس پر اس طرح نمبر ڈالا جائے گا۔ درخواست کا نمبر سلسلہ / لفافے کا نمبر سلسلہ / B I R ۔

(الف) طبقات ۱ و ۲ : وہ حاجی جن کے نام حج ۱۹۶۹ء کی "ویٹنگ لسٹ" میں تھے اور جنہیں جہاز میں جگہ نہ مل سکی یا جن کی درخواستیں دو سال یا اس سے زائد عرصے سے مسترد ہوتی رہی ہیں، انھیں امسال یقینی طور پر جہاز میں جگہ دی جائے گی بشرطیکہ انھوں نے اس سے پہلے کبھی حج نہ کیا ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس قسم کی درخواستوں کی تعداد اس ریاست کے کوٹے سے تجاوز نہ کرتی ہو۔ ایسے حاجیوں کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے "ویٹنگ لسٹ" فارم یا مسترد کی ہوئی درخواستیں اپنی تازہ درخواستوں کے ساتھ منسلک کریں اس کے بغیر درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

جن عازمین حج کے پاس حج ۱۹۶۹ء کے "ویٹنگ لسٹ" فارم یا گذشتہ دو سال کے مسترد فارم ہوں وہ اپنی تازہ درخواستوں میں پرانے نمبروں کا حوالہ دیں۔ ورنہ ان کی درخواستیں ان طبقوں میں شمار نہیں کی جائیں گی۔ اگر طبقات ۱ و ۲ کے عازمین حج کی تعداد ان کی ریاست کے کوٹے سے تجاوز کر جائے تو ان عازمین حج کو ترجیح دی جائے گی جن کی عمر ساٹھ سال یا اس سے زیادہ ہو یا قیمانده عازمین حج کے لئے ان کی ریاست کے کوٹے کی حد میں رہتے ہوئے قرعہ اندازی کی جائے گی۔

ب۔ طبقہ ۳ فرسٹ کلاس یا ڈیک کے جن عازمین حج کی درخواست گذشتہ سال یعنی ۱۹۶۹ء حج کے لئے مسترد ہوئی تھی انھیں دوسرا پر ترجیح دی جائے گی بشرطیکہ انھوں نے اس سے پہلے کبھی حج نہ کیا ہو، اس لئے ان عازمین حج کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی تازہ درخواستوں کے ساتھ مسترد کی ہوئی درخواستیں منسلک کریں ورنہ ان کا شمار طبقہ ۴ میں ہوگا۔

ج۔ طبقہ ۴ وہ عازمین حج جو پہلی بار درخواست بھیج رہے ہیں یا جنھوں نے پانچ سال قبل حج کیا ہے اور جو مذکورہ بالا تین طبقوں میں نہیں آتے وہ نئے عازم حج تصور کئے جائیں گے ان کا شمار طبقہ ۴ میں ہوگا اور ان کی درخواستوں کی قرعہ اندازی کی جائے گی انھیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے لفافے میں دوسرے طبقات سے تعلق رکھنے والے عازمین حج کی درخواستیں نہ ہوں۔

د۔ (۱) جن خواتین کا تعلق طبقہ ۱ یا ۲ سے ہو، انھیں چاہئے کہ وہ اپنی درخواست میں اپنے محرم کا نام لکھیں جس کے ساتھ وہ سفر کرنے والی ہیں۔ اگر محرم اور خواتین ایک ہی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کی درخواستیں ایک ہی لفافے میں بھیجی جاسکتی ہیں اگر محرم کا تعلق طبقہ ۳ یا ۴ سے ہے تو اسے اپنی درخواست علیحدہ لفافے میں بھیجنی چاہئے۔

(ب) جو عازمین حج ایک ساتھ سفر کرنے کے خواہشمند ہوں، مثال کے طور پر میاں، بیوی، بھائی، بہن، باپ، بیٹی وغیرہ اور ان کا تعلق مختلف طبقات سے ہو یعنی ایک کا نام ۱۹۶۹ء کی ویٹنگ لسٹ پر ہو، دوسرے کی درخواست ایک یا دو بار مسترد ہو چکی ہو اور تیسرے کی درخواست پہلی بار بھیجی جا رہی ہو تو وہ ایک ہی لفافے میں اپنی درخواستیں بھیج سکتے ہیں لیکن یہ سب درخواستیں سب سے نچلے طبقے میں شمار کی جائیں گی، مثال کے طور پر اگر ایک درخواست تیسرے طبقے کی دوسری درخواست دوسرے طبقے کی اور تیسری درخواست پہلے طبقے کی ہو تو تمام درخواستیں تیسرے طبقے میں شمار کی جائیں گی۔

عازمین حج کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ مختلف طبقات کی درخواستیں ایک لفافے میں نہ بھیجی جائیں، ہر ایک طبقہ کی درخواستوں کے لئے الگ لفافہ ہو اور ان کے ڈرافٹ بھی علیحدہ ہوں۔

### ۷۔ ویٹنگ لسٹ۔

(۱) درخواستوں میں سے ایک مخصوص تعداد کو قرعہ اندازی کے ذریعہ فرسٹ اور ڈیک کلاس کی ویٹنگ لسٹ پر لیا جائے گا اور ریزرویشن منسوخ ہونے کی صورت میں ویٹنگ لسٹ والوں کو موقع دیا جائے گا اور متعلقہ حاجی کو اس کی اطلاع فوراً دی جائے گی (۲) جن عازمین حج کے نام ویٹنگ لسٹ پر آئیں گے انھیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بغیر بلائے بمبئی نہ آئیں ورنہ سفر حج کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں کمپنی کوئی ذمہ داری قبول نہ کرے گی۔

(۳) جو درخواستیں قرعہ اندازی میں کامیاب نہ ہوں گی، انھیں ڈرافٹ وغیرہ کے ساتھ بھیجنے والوں کو لوٹا دیا جائے گا۔

**۸۔ بکنگ کا آغاز** کمپنی کے دفتر کے کاؤنٹر پر کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ تمام درخواستیں رجسٹرڈ یا بیمہ شدہ لفافوں میں اس طریقے سے بھیجی جائیں جو اوپر بتایا گیا ہے۔ درخواستیں ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء تک ہمیں مل جانی چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد جو بھی درخواست موصول ہوگی اسے واپس کر دیا جائے گا۔ درخواست وصول کرنے کی آخری تاریخ کے تقریباً دس روز بعد قرعہ اندازی ہوگی۔

**۹۔ ریزرویشن کی منسوخی** (۱) اگر کوئی عازم حج اپنا ریزرویشن منسوخ کرانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ کم از کم دس روز قبل کمپنی کو مطلع کر دے، ورنہ کرائے کی رقم واپس کرتے وقت اس میں سے دس فیصدی کاٹ لی جائے گی۔ اس قاعدے کا اطلاق ویٹنگ لسٹ کے ان حاجیوں پر بھی ہوگا جنھیں جہاز میں جگہ پیش کی جائے گی اور جو اس کا فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنا ریزرویشن منسوخ کرانا چاہیں گے تو انھیں اپنا "پی" فارم یا ویٹنگ لسٹ فارم واپس کرنا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی بتانا ہوگا کہ ان کی ارسال کردہ رقم بینک ڈرافٹ سے بھیجی جائے یا بذریعہ منی آرڈر۔ بینک ڈرافٹ سے رقم منگانے کی صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ اسٹامپ لگی رسید پیشگی بھیجی جائے جس پر کسی گواہ کی موجودگی میں دستخط کئے جائیں۔

**۱۰۔ جہاز کی تبدیلی** ایک جہاز کا ریزرویشن دوسرے جہاز میں تبدیل کرنے کی اجازت انتہائی مجبوری کی حالت میں ہی دی جائے گی اور اس کے لئے کوئی تحریری ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

**۱۱۔ نام کی تبدیلی** ریزرویشن میں نام تبدیل کرنے کی اجازت نہ ہوگی

**۱۲۔ آگاہی**

حاجیوں کو خود اپنے مفاد کی خاطر درخواست فارم کی خانہ پری اعلان ہذا کے مطابق کرنی چاہئے اگر کوئی حقیقت چھپائی گئی یا غلط بیانی سے کام لیا گیا، تو درخواست دہندہ سفر حج سے محروم رہے گا اور اس کی کرائے کی رقم ضبط کرلی جائے گی اس کے علاوہ اس کے خلاف قانونی کارروائی بھی کی جائے گی۔

۱۳۔ غیر ممالک کے لوگ یا غیر ملکوں میں مقیم ہندوستانی جو انٹرنیشنل پاسپورٹ پر حج کے لئے جانا چاہتے ہوں، انھیں چاہئے کہ وہ اپنی نشستیں محفوظ کرانے کے لئے مغل لائن سے رجوع کریں۔

۱۴۔ عازمین حج کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جدہ سے بمبئی کے لئے واپسی کا انتظام سختی کے ساتھ ترتیب وار ہوتا ہے یعنی جو لوگ پہلے جہاز سے جاتے ہیں انھیں پہلے جہاز سے ہی واپس لایا جاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر کسی حاجی نے واپسی سفر کے لئے اپنی باری آنے پر جدہ میں رپورٹ نہ کی تو فی کس ۲۵ سعودی ریال جرمانہ کیا جائے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی کا انتظام اس جہاز سے کیا جائے گا جس میں جگہ مل سکے گی اس شرط سے ان حاجیوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے جن کے بارے میں جدہ کے ہندوستانی سفارتخانہ کو یہ اطمینان دلا جائے کہ جدہ سے واپسی کے لئے جہاز کی تبدیلی ضروری تھی، حاجیوں کے درخواست فارموں کی خانہ پری اس طریقے سے ہی کی جانی چاہئے جو اعلان ہذا میں بتایا گیا ہے، اگر درخواست فارموں میں کسی بھی قسم کا کوئی نقص ہوا تو اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔

# مراسلات

## پھر تقسیم کیوں؟

۵ر جولائی کے شمارے کے اداریے میں جن خیالات کا مدیر صاحب نے اظہار کیا ہے، اس میں کلی طور پر متفق ہوں۔ دونوں ملکوں کے عوام کا ماضی مشترک ہے۔ ادبی ثقافتی اور روحانی سرمایہ مشترک ہے معاشرت میں کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں ملکوں کے عوام کا ایک دوسرے سے خون کا رشتہ ہے پھر کتابوں کے تبادلے پر پابندیاں، ایک ملک کے ادیبوں پر دوسرے ملک کے جرائد میں اپنی تخلیقات شائع کروانے پر پابندی، آمد و رفت کی مشکلات آخر یہ سب کس لیے؟ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ادیبوں کی تخلیقات غیر ممالک میں تو چھپ سکیں گی جن کے ساتھ ہماری لسانی ساجھے نہیں۔ لیکن جس ملک کے ساتھ ہمارے ملک کی پانچ زبانیں مشترک ہیں وہاں وہ شجر ممنوعہ سمجھی جائے گی۔

● لدھیانہ — بلویر راج بخشی

## ایک مضمون کے بارے میں

"ہماری زبان" یکم اگست میں جناب عبد القوی صاحب نے "مخزن" کے حوالے سے ناصر بخاری کو خواجہ سلمان کا استاد ظاہر کیا ہے اور اس سے متعلق تفصیلات بھی درج کی ہیں۔ یہ دلچسپ تو ضرور ہیں مگر اختراع کے سوا کچھ نہیں!

حقیقت یہ ہے عبید زاکانی، خواجہ سلمان کا ہم عصر تھا۔ دونوں میں کچھ چشمک تھی۔ خواجہ سلمان نے اس کی ہجو میں یہ اشعار کہے:

جہنمی ہجا گو عبید زاکانی — مقرر است بہ بیدولتی و بے دینی
اگرچہ نیست ز قزوین و روستا زاد است — و لیک می‌شود اندر حدیث قزوینی

عبید نے سنا تو بہت سٹپٹایا اور بدلہ چکانے کے لیے عازم بغداد ہوا۔ وہاں پہنچا تو خواجہ سلمان کو دجلہ کے کنارے شاگردوں اور مداحوں کے ساتھ خوش گپیاں اڑاتے دیکھا۔ وہ بھی کسی طرح شامل محفل ہو گیا۔ دجلہ ان دنوں طغیانی پر تھا۔ خواجہ سلمان کے منہ سے بے ساختہ یہ مصرعہ نکل گیا کہ

دجلہ را امسال رفتاری عجب مستانہ است

اس نے اپنے شاگردوں سے گرہ لگانے کے لیے کہا، پیشتر اس کے کہ کوئی اور کچھ کہتا، عبید فوراً چلا اٹھا۔ ع

پائے در زنجیر و کف بر لب مگر دیوانہ است

خواجہ سلمان حیران رہ گیا، معانقہ کے لیے اٹھا اور احترام سے اپنے پہلو میں بٹھایا اور پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ عبید نے کہا "قزوین سے"۔ دوران گفتگو میں خواجہ سلمان نے پوچھا کہ تمہارے ہاں مجھے اور میرے کلام کو لوگ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ عبید نے کہا، تمہارے

من خراباتیم و بادہ پرست — در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش — می برندم چو قدح دست بدست

کا بہت چرچا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ شعر تمہارے نہیں بلکہ تمہاری بیوی کے کہے ہوئے ہیں (اس کی بیوی کا چلن مشکوک سا تھا اور اشارہ اسی طرف تھا)۔ خواجہ سلمان سمجھ گیا کہ یہ عبید زاکانی ہی ہے، اسے اپنے ہاں لے گیا، اور مہمانداری کے فرائض پوری طرح نبھائے۔ عبید اکثر کہتا تھا "اے سلمان تیری قسمت اچھی تھی تیرے نیک سلوک نے میرا منہ بند کر دیا ورنہ تو دیکھتا کہ میری زبان کیا کیا گل کھلاتی!" جناب عبد القوی صاحب نے "مستانہ بود" "دیوانہ بود" لکھا ہے مگر موقع بیان "است" ہی کا ہے۔ رہا استادی شاگردی کا سوال اس سے متعلق، حافظ شیرازی کے یہ اشعار

سرآمد فضلائے زمانہ دانی کیست
ز راہ صدق و یقین نہ ز راہ کذب و گمان
شہنشہ فضلا پادشاہ ملک سخن
جمال ملت و دین خواجہ جہان سلمان

ہی خواجہ سلمان کا حقیقی مقام تعین کرنے کے لیے کافی ہیں۔

● امرتسر — برہم ناتھ دت

## نو دریافت نسخہ غالب اور شکوک

غالب ہی کا شعر ہے

کام اس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر

جب سے انسان نے چاند پر قدم رکھنے کی تمنا کی اور اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کی، اس سے بہت پہلے غالب نے "مہر نیم روز" کو منہ لگانا چھوڑ دیا تھا لیکن ادھر انسان نے چاند پر ابھی قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ علم و ادب کی دنیا میں ایک نیا چاند طلوع ہوا اور وہ ہے "نسخہ غالب نو دریافت"۔ اس سلسلے میں ہماری زبان اور دیگر اخبارات و رسائل میں جو بحث چل رہی ہے وہ قابل مطالعہ ہے لیکن بحث کا دردناک پہلو یہ ہے کہ ناگفتہ و گفتنی ہر پہلو سے نثار فاروقی صاحب کو نشانہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ ان کا قصور صرف اس قدر ہے کہ پہلی بار انھوں نے بحث کو رخ دے اس موضوع پر (پی۔ٹی۔آئی کی خبروں کے بعد) علمی دنیا کی توجہ منعطف کی۔ اس میں ان کی بدنیتی کو کہاں تک دخل ہے اور "سرقہ" یا "توارد" کی حد کہاں ... لازم آتی ہے۔ اس سے قطع نظر عقل حیران ہے کہ ہم لوگ علمی مباحث میں بھی ذاتیات کو دخل دینے لگے ہیں۔ اس بنا پر نثار صاحب کی ہر جانب سے لے دے ہو رہی ہے۔ حالانکہ ضرورت صرف اس قدر تھی کہ معاملہ کو معاملہ کی حد تک پرکھا جاتا۔ یہ جاننا کہ نثار صاحب نے اس دریافت کو "اپنی دریافت" بنا دیا ہے، کتنا ہی درست ہو لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ ان کے واسطے سے یہ بحث عام ہوئی۔ اس لیے اب ہمیں ضرورت اس بات کی تھی کہ نسخہ کے اصلی ہونے کا یقین کیا جائے اور اس کے شواہد جمع کیے جائیں، نہ یہ کہ "ادبیت" کا درجہ کسے بخشا جائے۔ اس بحث کو عام کرنے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ بھوپال سے ایک آواز یہ بھی سنائی دی ہے کہ توفیق احمد صاحب بد دیانتی سے اصل دوکاندار سے وہ نسخہ عاریتاً لے آئے تھے اور اب ان پر قانونی چارہ جوئی کی جانی چاہیے یا کی جائے گی۔ حیرت ہے کہ اصل دوکاندار نے اتنے نادر و نایاب نسخہ کو اپنی جان ناتواں سے اتنی آسانی سے جدا کیسے کر دیا اور خود بھوپال میں اتنے اہل قلم و مفکروں بلکہ شیدائیوں کے ہوتے ہوئے یہ نسخہ ان کی نگاہوں سے اوجھل کیسے رہا اور اس سے قبل دار و گیر کا اعلان و ہنگامہ کیوں نہ رونما ہوا؟ جناب اصل دوکاندار شروع کرنے والے ہیں۔ میرے خیال میں اس مقدمہ کا ڈراپ سین ہو جانا چاہیے اور امروہہ و بھوپال کے کاروباری حضرات کو آپس میں مقدمہ بازی کی الجھن میں گرفتار رہنے کی دعوت دے کر علمی حلقہ کو اپنا کام شروع کرنا چاہیے۔

## انجمن کی سرگرمیاں:-

# انجمن ترقی اردو شاخ پیلی بھیت کے انتخابات اور تجاویز

پیلی بھیت، ایک نشست جناب سید عبدالجلیل حسنی صاحب کے دولت کدے پر منعقد ہوئی جس میں شاخ "انجمن ترقی اردو ہند" کے حسب ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۔ صدر: جناب حافظ قاری حکیم عبدالحکیم خاں صاحب
۲۔ سکریٹری: " سید عبدالجلیل حسنی صاحب
۳۔ خزانچی: " عبدالحفیظ نعیمی صاحب

ممبران:-

۴۔ جناب فراست حسین صاحب
۵۔ " امان اللہ خاں صاحب ایڈوکیٹ
۶۔ " عرفان حسین صاحب
۷۔ " عبدالشکور صاحب پیامی
۸۔ " رشید احمد صاحب
۹۔ " شہنشاہ ولی خاں صاحب
۱۰۔ " میاں محمد فاروق صاحب
۱۱۔ " ایم ایم وجیہہ اللہ صاحب
۱۲۔ " تحسین احمد خاں صاحب
۱۳۔ " عبدالحفیظ صاحب
۱۴۔ " اقبال الدین صاحب

ایک دوسری نشست میں متفقہ طور پر یہ طے کیا گیا کہ ضلع کے ابتدائی تعلیمی مدارس (پرائمری اسکولوں) میں بچوں کی اردو کی تعلیم کی ترقی کے لئے عملی قدم اٹھایا جائے۔ انجمن کے کچھ عہدیداران نے ایک مسلم گرلس جونیر ہائی اسکول کی بنیاد رکھی جس میں ذریعہ تعلیم اردو ہے شہر کی ایک دوسری انجمن انجمن ترقی دین و ادب پیلی بھیت کے کچھ عہدیداران و ممبران نے شہر میں بچوں کی اردو کی تعلیم کی دیکھ بھال کے لئے پرائمری اسکولوں کے دورے کئے اور محکمۂ تعلیمات کے اس جی۔ او کو جس کے ذریعہ حکومت نے اردو زبان کو کچھ مراعات دی ہیں، اور جس کو "انجمن ترقی اردو ہند" کی شاخ پیلی بھیت نے شائع کیا تھا، ان اسکولوں میں تقسیم کیا گیا اور ماسٹر صاحبان کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ ان شائع شدہ جی او کے کالم ۱۲ جس کے ذریعہ طلبہ اور طالبات کے والدین یا سرپرست کو یہ اعلان کرنا ہے کہ ان کے بچے کی مادری زبان اردو ہی ہے" بھروائے جائیں۔ اب یہ فارم خانہ پری کے بعد واپس لے جا رہے ہیں۔

(عبدالجلیل حسنی)

## یوپی کے اسکول میں اردو

لکھنؤ، ریاستی انجمن ترقی اردو کے جنرل سکریٹری جناب راحت علی خاں نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ انجمن ترقی اردو اترپردیش، اردو کے لئے دو محاذوں پر مسلسل جدوجہد کر رہی ہے۔ ایک احتجاجی جدوجہد جس کے تحت اس نے ۲۲ لاکھ دستخط اکٹھا کئے تھے اور کئی بار اس کے وفود صدر جمہوریہ اور وزرائے اعلیٰ سے ملے تھے اور شکایات پیش کیں۔ دوسرا محاذ یہ رہا ہے کہ جتنے حقوق اردو کو مل گئے ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ عملی جامہ پہنایا جائے۔

اردو کے کارکنوں کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ کمشنر لسانی اقلیت جناب ایم جوشی شیکھر نے ریاستی انجمن کے جنرل سکریٹری سے ایک ملاقات کے دوران یہ انکشاف کیا ہے کہ جن ثانوی اسکولوں میں اردو ذریعہ تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ایک تہائی ہوگی وہاں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے احکامات حکومت یوپی نے جاری کر دئے ہیں۔

اب اسکولوں میں داخلے کا زمانہ آ رہا ہے یہ زمانہ دوسری جدوجہد کے لئے موزوں ترین زمانہ ہے۔ جبکہ اسکولوں میں یہ کوشش کی جا سکتی ہے کہ کلاس میں دس اور اسکول میں چالیس کے فارمولا کے مطابق اردو رائج کرائی جائے۔

جونیر ہائی اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں سرپرستوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ حکومت کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کا ذریعہ تعلیم اردو ہونے پر زور دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اردو کو بحیثیت مضمون کے لیں۔

بیان میں اردو کے کارکنوں سے درخواست کی گئی ہے کہ اس زمانہ میں اپنی جدوجہد کے لئے دو چار اسکول منتخب کرلیں وہاں بچوں سے ملیں پتے معلوم کرکے ان کے سرپرستوں سے رابطہ قائم کریں، پھر درخواستیں تیار کرائیں جن پر ان کے دستخط لیں اور وہ درخواستیں ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صاحبان کو دے کر ان سے اردو رائج کرانے کو کہیں، اگر ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صاحبان ان کی درخواست پر توجہ نہ کریں تو ضلع انسپکٹر مدارس کو رجوع کریں اور ریاستی شاخ کو اس کی اطلاع دیں۔ (اردو نامہ)

# تبصرے

ڈاکٹر شمیم حنفی

کتاب: ہمارے نہرو، ناشر: پبلیکیشنز ڈویژن، اولڈ سکریٹریٹ، دہلی

" : مہاتما گاندھی، ۱۱ پارس، : جامع باغ حیدرآباد

مصنف: صفدر حسین

ڈاکٹر جانسن کو ایک باسویل مل گیا تھا، بائرن اور شیلے آنے والے موضوع بن گئے۔ کچھ تو ان کی شخصیتیں افسانوی اور کچھ ان پر قلم اٹھانے والوں کا حسن بیان، نتیجہ یہ ہوا کہ جیتے جاگتے انسانوں کی صف سے نکل کر یہ لوگ افسانوی یا نیم افسانوی کردار بن گئے اور ان کی شخصیت کے گرد اسرار کا ہالہ کھنچ گیا۔ مہاتما گاندھی اور نہرو جی کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اپنے سیاسی اور سماجی حالات اور مرتبے سے قطع نظر، یہ دونوں عہد آفریں شخصیتیں اتنی سچی اور حقیقی تھیں کہ ان کی زندگی جیتے جی افسانہ بن گئی۔ ہندوستان کی پرپیچ تہذیبی، ادبی، سیاسی فضا اور ان کے ذاتی کوائف کے تنوع نے تجربوں کی ایسی فصلیں ان کی زندگی میں اگائی تھیں کہ دونوں بے حد زندہ حقیقتوں کی علامت ہونے کے باوجود گوشت پوست کے انسانوں سے کسی نہ کسی حد تک مختلف نظر آتے ہیں۔ صفدر حسین نے بہت سہل، سادہ اور سلیس انداز میں ان دونوں کی داستان حیات قلم بند کی ہے۔ انھوں نے آسان پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے کہ بچوں سے مخاطب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان دونوں شخصیتوں کے وجود کی رمزیت کا حسن کہیں کہیں مجروح ہوا ہے۔ بعض مقامات پر جذبات کے وفور میں وہ مبلغانہ جوش کے شکار بھی ہوئے ہیں جس کا اثر ان کتابوں کے مجموعی تاثر پر بہت خوشگوار نہیں۔ سوانحی کتابوں میں موضوع سے عقیدت کا اظہار سمجھ میں آتا ہے لیکن اس کی رفعت اور شکوہ کے پیش نظر اس میں اعتدال ضروری تھا۔ کتابیں صاف ستھری چھپی ہیں اور دلچسپ ہیں۔ تاریخی شواہد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ پہلی کتاب کی قیمت تین روپے پچاس پیسے اور دوسری کی قیمت تین روپے ہے۔

●

کتاب: پرچھائیوں کا دیس

قیصر عثمانی صاحب کی طویل نظم (۵۵ بند) ہے۔ فارم مسدس کا ہے۔ رواں دواں اور پرشور انداز میں انھوں نے ہندوستان کی فلمی صنعت اور اس کے مختلف شعبوں سے متعلق اپنے خیالات نظم کئے ہیں۔ کتاب کے شروع میں ظ۔ انصاری کا ایک تعارفی مضمون بعنوان "یہ نظم اور دوسری باتیں" اور ایک فلمی اداکار کی تصویر بھی شامل ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔ پتہ: شاہد پبلیکیشنز، بی-۲ ہوا ہیرا پارک، ملاڈ (یورپ)، بمبئی ۹۴

●

کتاب: دانٹے وہٹ مین کی ۱۴ نظمیں

مترجم عبدالرؤف صاحب ہیں۔ ایک زبان کی شاعری کو دوسری زبان میں منتقل کرنا یوں بھی بہت بڑی آزمائش ہے کہ شعری جوہر کے ساتھ ساتھ اصل زبان کے فنی مزاج اور مخصوص ادبی محاسن سے مرتب ہونے والی فضا کو برقرار رکھنے کا مسئلہ بھی سامنے آجاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ترجمے ناکام ہیں۔ چونکہ بحر و وزن کی پابندی کے ساتھ ترجمے کئے گئے ہیں اس لئے ایسے مصرعے پڑھتے وقت بڑی الجھن ہے:

نہ صدر مملکت کو دیکھ کر میں کڑھتا ہوں

ان اقامت کم ہی کرد اور حرکت زیادہ

زمین، چاند اور اجرام کا طلسم کشش

ہاں واعظ کہنے دو واعظ کو برسر منبر

اس کتاب میں وہٹ مین کی تلاش لاحاصل ہے۔ اس کی زبان اور فکر کے انوکھے پن پر ترجموں کا بے روح یکسانیت مستقل طنز معلوم ہوتی ہے۔ یہ کتاب ایک روپے میں پبلشرز لائبریری، نمبر ۴/۱۳۰ اکرشا روڈ، کلکتہ ۲۳ سے مل سکتی ہے۔

●

کتاب: نئے معاشرے کا تنہا آدمی

"ہر شخص تنہا کھڑا ہے، وہ کس مرشد کا ہاتھ تھامے؟ کس ہستی سے پیمان محبت باندھے؟ کونسی قدروں کو دامن میں سمیٹے؟ کن قدروں کو دامن سے نکال پھینکے؟ کس حسینہ کا تگبہ کا دار ہے؟ کس محل کے پیچھے دوڑے؟"

اس انداز میں حسن آرزو صاحب (مصنف) نے عصری زندگی کے ایک بے حد اہم اور پیچیدہ مسئلے پر اظہار خیال کیا ہے۔ ساٹھ صفحوں کی اس کتاب میں میکیاولی، آدم اسمتھ اور فرائڈ سے لے کر ہکسلے تک سبھی کی بے بصری کا ماتم کیا گیا ہے اور ان کے افکار اور نظریات کی اتنی انوکھی تاویلیں کی گئی ہیں کہ ان کے معتبر شارحین کو بھی رشک آئے گا۔

مصنف کا تعارف کراتے ہوئے ڈاکٹر اختر اورینوی فرماتے ہیں:

"حسن آرزو صاحب نے اپنے قارئین کو موضوع سے کافی حد تک روشناس کر دیا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ صرف تنقید و تجزیہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ کچھ مثبت اور تعمیری اشارے بھی دئے ہیں اور یہ اشارے صالح اور صحت مند ہیں۔ مصنف کے ان تعمیری اشاروں کا خاکہ اس جملے میں دیکھئے:

"ماحولی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی قدروں کے علاوہ وسیع، عالمگیر، بنیادی ضابطۂ اخلاق کی اعلیٰ قدروں کی اشاعت کی سخت ضرورت ہے جس کی مکمل تعلیم قرآن و سنت میں موجود ہے۔" بقول مصنف یہی "مرض تنہا" کے مسئلے کا حل ہے۔ مکتبہ مریخ لال باغ، پٹنہ ۱۵ (بہار) سے یہ کتاب ایک روپے میں حاصل کی جا سکتی ہے۔

●

کتاب: نگار غالب، مرتبہ علی عباس امید۔ غالب بزبان غالب اور غالب کی تصانیف پر سرسری تعارف کے علاوہ مرتب کا ایک مضمون اور غالب سے متعلق کتابوں اور رسائل کی ایک مختصر فہرست بھی اس کتابچہ میں شامل ہے۔ کتابت طباعت اور گیٹ اپ بہت معمولی۔ قیمت ایک روپیہ۔ ناشر: سید حسین عباس عابدی، حسن منزل نشگاہ، غازی پور (یوپی)

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ پرنٹر و پبلشر سید ضیا دہلی نے لیتھو کلر پرنٹرس میں چھاپا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا